تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار　　لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم　　۲۴ تا ۳۰ اگست ۲۰۰۰ء (۲۳ تا ۲۹ جمادی الاول ۱۴۲۱ھ)　　مدیر : حافظ عاکف سعید

اس رازِ خلافت کی تفسیر ہے پاکستان

—— شبیر بخاری ——

ملت کے مقدر کی تعمیر ہے پاکستان
اسلاف کی عظمت کی تصویر ہے پاکستان
آفاق کی وسعت میں رہ رہ کے جو کوندی ہے
باطل کے لئے حق کی شمشیر ہے پاکستان
ابھرا ہے افق سے پھر خورشید صداقت کا
ظلماتِ جہالت میں تنویر ہے پاکستان
صد شکر کہ کام آخر تدبیر جناح آئی
بے لوث قیادت کی توقیر ہے پاکستان
افغانیؒ و جوہرؒ کی امید اسے کہئے
اقبال کے خوابوں کی تعبیر ہے پاکستان
جو قلب مسلمان میں انگڑائیاں لیتا تھا
اس رازِ خلافت کی تفسیر ہے پاکستان
وقت است کہ اے مسلم از خواب گراں خیزی
وقت است کہ در عالم نقش دگر انگیزی

اس شمارے میں

☆ اداریہ 2
☆ منبر و محراب 3
☆ مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ 4
☆ عالم اسلام 6
☆ میں بھی حاضر تھا وہاں . . . 7
☆ لمحۂ فکریہ 8
☆ گوشۂ خواتین 9
☆ کاروانِ خلافت منزل بہ منزل 10
☆ قائداعظم کے آخری کلمات! 12

نائب مدیر :
فرقان دانش خان
معاونین :
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان
نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین
پبلشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس - ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت : 36- کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501 فیکس : 5834000
سالانہ زرِ تعاون -/175 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جاگیردارانہ نظام کی موجودگی میں نیا بلدیاتی نظام' چہ معنی دارد؟

موجودہ حکومت کے متعارف کردہ نئے بلدیاتی نظام کے بارے میں ملک گیر سطح پر رائے زنی ہو رہی ہے۔ ہم امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے اس بیان کی بھرپور تائید کرتے ہیں کہ نئے بلدیاتی نظام کا خاکہ اگرچہ اصولی طور پر بالکل درست ہے تاہم جاگیرداری نظام کا خاتمہ کئے بغیر اس کی افادیت مشکوک رہے گی۔ نئے بلدیاتی نظام کی ایوب خان کے بنیادی جمہوریت کے تصور سے مشابہت کی بناء پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ چالیس سال بعد ہم اسی مقام پر واپس آگئے ہیں جہاں سے چلے تھے۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ اس بلدیاتی نظام کی مخالفت وہی لوگ کر رہے ہیں جن کی سیاست صوبائیت کے گرد گھومتی ہے کیونکہ انہیں خدشہ ہے کہ اس طرح ملک کے دوبارہ ون یونٹ بننے کی راہ ہموار ہو گئی ہے۔ حالانکہ صوبائیت پرستی کی لعنت فی الواقع ملک کی بقاء و استحکام کے لئے سم قاتل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس نئے نظام سے کم از کم صوبائیت کی بیخ کنی ہو گی جو ایک خوش آئند بات ہے۔ ہم ایک عرصہ سے یہ بات کہتے آئے ہیں کہ روحِ عصر کا تقاضا ہے کہ اختیارات کی تقسیم نچلی سے نچلی سطح تک ہونی چاہئے۔ امریکہ میں کاؤنٹی لیول تک تمام اہم سرکاری مناصب پر تقرر الیکشن کے ذریعے ہوتا ہے' یہاں تک کہ شیرف یعنی تھانیدار بھی منتخب کیا جاتا ہے۔ یہی جمہوریت کی مطلوبہ شکل ہے۔ تاہم پاکستان میں جب تک جاگیردارانہ اور غیر حاضر زمینداری کا نظام موجود ہے' یہ نیا سسٹم ناکام ہی نہیں ہو گا بلکہ اندیشہ ہے کہ منفعت کے مقابلے میں اس میں نقصان اور مضرت کا پہلو غالب رہے گا۔ حکومت کو نئے بلدیاتی نظام کا نفاذ اور جاگیرداری نظام کے خاتمہ کا کام تدریجی انداز میں ایک ساتھ کرنا ہو گا ورنہ پنجاب کے سرائیکی علاقہ' بلوچستان' سندھ اور سرحد کے اکثر علاقوں میں یہ نظام فیل ہو جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان علاقوں میں جاگیرداری نظام کی جڑیں آج بھی بہت گہری ہیں۔ چنانچہ یہ اندیشہ بلاجواز نہیں کہ وہاں کے مقامی سردار اور وڈیرے منتخب ہو کر عوام کے لئے فرعون کا روپ دھار لیں گے۔ اب تک تو یہ تھا کہ ان سرداروں اور خوانین کو علاقے کی انتظامیہ کی بات بھی ایک حد تک ماننا پڑتی تھی۔ جبکہ نئے نظام کی صورت میں انتظامیہ بھی پورے طور پر ان سرداروں کے تابع ہو گی اور پھر وہ اپنے ان اختیارات کو وہاں کے عوام کا خون نچوڑنے کے لئے بدترین انداز میں استعمال کریں گے۔

ہمارا تاثر ہے کہ موجودہ حکومت کے بعض اقدامات کے نتیجے میں عوام میں بددلی بھی پیدا ہو رہی ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک حکومت نے ملک کی بہتری کے لئے اب تک جو انتظامی قدم اٹھائے ہیں ان کے طریق کار سے تو اختلاف کیا جاسکتا ہے لیکن حکمرانوں کے خلوص پر شک نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ دو معاملات میں ہمیں تشویش ہے کہ موجودہ حکومت نیو ورلڈ آرڈر کے تمام تقاضے اور مطالبے بلاچون وچرا پورا کر رہی ہے۔ یہ صورت حال تشویشناک ہی نہیں قابل مذمت بھی ہے۔ ایک تو مالی اعتبار سے حکومت عالمی مالیاتی استعمار یعنی آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی تمام پالیسیوں کو نہ صرف جاری رکھے ہوئے ہے بلکہ انکی تنفیذ میں بڑی سرگرمی دکھا رہی ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے موجودہ حکمران بھی سابقہ حکومت کی طرح "ڈیفالٹ" ہونے کو ایک گالی سمجھتے ہوئے بیرونی قرضوں پر سود کی ادائیگی کے معاملے کو ترجیح اوّل کا درجہ دیئے ہوئے ہیں اور آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے مطالبات کے سامنے بے بس نظر آتے ہیں۔ چنانچہ ان کے جائز و ناجائز تمام مطالبات کو ماننے پر مجبور ہیں۔ اس تناظر میں ہم ان شکوک و شبہات کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ بینک کے سود کے خلاف سپریم کورٹ کے فیصلے کی تنفیذ میں سابقہ حکومت کی طرح موجودہ حکمران بھی تاخیری حربے استعمال کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔ دوسرے یہ کہ سماجی اور معاشرتی معاملات میں بھی موجودہ حکومت امریکہ اور یہود کی پالیسی کو آگے بڑھاتے ہوئے مخلوط معاشرہ کو فروغ دے کر شرم وحیا کی تمام بندشیں ختم کرنے کے درپے ہے۔ نئے تجویز کردہ بلدیاتی نظام میں بھی خواتین کی علیحدہ نشستیں مخصوص کر کے عملاً یہود کے اسی ایجنڈے کی تکمیل کی جا رہی ہے۔ حالانکہ امریکہ میں بھی خواتین کی نشستیں مخصوص نہیں ہوتیں بلکہ وہاں مرد اور عورت یکساں سطح پر مقابلہ کر کے منتخب ہوتے ہیں۔

ان حالات کے پیش نظر ہم دینی جماعتوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ انتخابی سیاست کی راہ ترک کر کے احتجاجی سیاست کی راہ کو اپنائیں اور ان منکرات کے خلاف متحد ہو کر بھرپور عملی جدوجہد کا آغاز کریں۔ کیا عجب کہ حکومت قانون ناموس رسالت اور پی سی او میں اسلامی دفعات کی شمولیت کی طرح سماجی معاملات میں بھی دینی طبقات کے دباؤ کے پیش نظر مثبت رویہ اختیار کرے اور ان تمام اقدامات کو واپس لینے کا اعلان کرے جو اسلام کی سماجی اور معاشرتی تعلیمات سے متصادم ہیں تاکہ مغربی ثقافت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے مضبوط بند باندھا جاسکے۔ حکومت اب تک تو دانشمندی کا ثبوت دیتے ہوئے مذہبی جماعتوں سے محاذ آرائی سے گریز کی راہ اختیار کئے ہوئے ہے' لیکن اس بات کا شدید اندیشہ موجود ہے کہ ان معاملات میں دینی و مذہبی جماعتوں نے اگر خاموشی کی روش جاری رکھی تو دینی طبقات کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کچھ عرصہ گزرنے کے بعد حکومت دینی جماعتوں کے خلاف کسی آپریشن کا آغاز کر دے اور پھر دینی جماعتوں کے لئے ان خلافِ شرع مالی و سماجی معاملات میں اصلاح کی کسی صورت کا موقع ہی نہ رہے۔OO

تعلیم و تعلّم قرآن کی اہمیت و فضیلت

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۱۸/ اگست ۲۰۰۰ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

(مرتب : فرقان دانش خان)

ارشادِ ربانی ہے ﴿ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴾ ''اور ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے یاد دہانی کے لئے' تو ہے کوئی سمجھنے والا''۔ یہ آیت سورۃ قمر میں بڑے چیلنجنگ انداز میں چار بار آئی ہے۔ ذکر کہتے ہیں یاد دہانی کو' کوئی چیز انسان کے علم میں ہو لیکن کسی سبب سے وہ اُسے بھول جائے' اسے یاد دلانا ذکر ہے۔ مثلاً کبھی کسی کے یاد دلانے سے کوئی پرانی بھولی بسری بات یاد آ جاتی ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی نشانی کے حوالے سے آپ کو فوراً اپنا کوئی دوست یا واقعہ یاد آ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم اللہ کی معرفت کے لئے اس کائنات میں ہر طرف پھیلے ہوئے مظاہر فطرت اور انسان کے اپنے اندر موجود نشانیوں کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ عربی میں نشانی کو آیت کہتے ہیں' چنانچہ قرآن خود اپنے ٹیکسٹ اور آفاقی وانفسی نشانیوں کے لئے آیات کا لفظ استعمال کرتا ہے کیونکہ ان پر غور و فکر کرنے سے' ان کے مطالعہ سے انسان اپنے رب کو پہچان لیتا ہے۔

انسان مرکب ہے جسم و جان اور روح کا۔ انسان کی روح کے اندر اللہ کی معرفت کا نور اور محبت کی حرارت دونوں چیزیں موجود ہیں۔ البتہ یہ سوئی ہوئی ہیں۔ قرآنی آیات اسی خوابیدہ شعور کو جگاتی ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تکبر' حسد' ہٹ دھرمی کی وجہ سے روح مردہ ہو جاتی ہے۔ سوئی ہوئی روح کو جگایا جا سکتا ہے' مردہ روح کو نہیں۔ روح کی سیرابی اور باریابی کا ذریعہ قرآن ہے' اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے یاد دہانی کے لئے''۔ لیکن قابل توجہ بات یہ ہے کہ یہ ''تیسیر'' کا معاملہ عربی زبان میں ہے۔ لہٰذا جو شخص بھی طالب ہدایت ہے اس کے لئے ایک کام لازم ہو گا کہ وہ بنیادی عربی ضرور سیکھے۔ گویا قرآن کا دروازہ عربی زبان ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ روح انسانی میں جو معرفت ربانی اور محبت الٰہی خوابیدہ ہے اسے جگانے کے لئے قرآن سمجھنا ضروری ہے اور قرآن سمجھنے کیلئے عربی ضروری ہے۔

ایسے حضرات کے لئے جو قرآن کو سمجھنا اور عربی زبان سیکھنا چاہتے ہوں ہم نے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس شروع کر رکھا ہے۔ کیونکہ ہمارے ہاں تعلیم یافتہ طبقہ دنیوی علوم تو حاصل کر لیتا ہے لیکن ان کی ایک بڑی

منبر و محراب

تعداد قرآن سے اور اس کی تعلیمات سے قطعی نابلد ہوتی ہے۔ چنانچہ ہم نے اس کمی کا احساس کرتے ہوئے ۱۹۷۲ء میں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور قائم کی جس کے تحت ۷۷ء میں قرآن اکیڈمی کا قیام عمل میں آیا تاکہ گریجوایٹس کو عربی زبان اور قرآن پڑھایا جا سکے۔ ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس اسی کوشش کا عملی روپ ہے۔ اس کورس کا مقصد جدید تعلیم یافتہ حضرات کو عربی زبان مناسب حد تک سکھا کر ان کی ذہنی سطح کے مطابق قرآن سمجھانا اور مدرسین قرآن پیدا کرنا ہے۔ اب تک بہت سے بی اے' ایم اے' ایم ایس سی' ڈاکٹرز' انجینئرز اور پی ایچ ڈی حضرات اندرون و بیرون ملک سے آ کر یہ کورس کر چکے ہیں۔ ان میں سے بہت سے حضرات اب خود درس دے رہے ہیں اور لوگوں کو قرآن پڑھا رہے ہیں۔

بدقسمتی سے آج کل نوجوانوں کا رجحان یہ ہے کہ بہتر سے بہتر دنیوی کیریئر اختیار کیا جائے۔ دین کا معاملہ سرے سے ان کی ترجیحات میں شامل نہیں ہے۔ اس سلسلے میں حضرت عثمان ؓ سے مروی ایک حدیث سنئے کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کس کیریئر کو اختیار کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ((خیرکم من تعلم القرآن وعلمه)) ''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے''۔ گویا قرآن سمجھنے اور سمجھانے سے بہتر کوئی کیریئر ہو ہی نہیں سکتا۔

عظمت قرآن کے حوالے سے ایک عظیم حدیث حضرت عمر فاروق ؓ سے مروی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ اس قرآن کی بدولت بہت سی قوموں کو عروج عطا فرمائے گا اور اس کو ترک کرنے کی پاداش میں بہت سی قوموں کو قعرِ ذلت میں گرا دے گا''۔

اسی طرح حضرت علی ؓ سے بھی ایک طویل حدیث مروی ہے۔ جس کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب ایک بہت بڑا فتنہ رونما ہو گا۔ پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اس سے نجات کا کیا راستہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی کتاب ہی ان فتنوں سے نکلنے کا ذریعہ ہو گی۔ اس کتاب میں تم سے پہلوں کی خبریں بھی ہیں اور تمہارے بعد آنے والوں کے حالات بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ تمہارے درمیان قیامت تک جو اختلافات ہوں گے ان کا فیصلہ بھی یہی کتاب کرے گی۔

اس حدیث میں یہ الفاظ مبارکہ بھی شامل ہیں کہ ''یہ قرآن ہی اللہ کی مضبوط رسی ہے' یہی حکمت بھرا ذکر ہے اور یہی صراط مستقیم ہے۔ اسی طویل حدیث کے آخر میں حضور ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قرآن کی بنیاد پر کوئی بات کی تو سچ کہا' جس نے اس پر عمل کیا اس کا اجر محفوظ کر لیا گیا' جس نے اس کے مطابق کوئی فیصلہ کیا درست فیصلہ کیا اور جو لوگوں کو اس کتاب کی طرف بلائے گا اسے ہدایت دی جائے گی''۔

ان احادیث اور آیات قرآنی کی بنا پر میں ان لوگوں سے سوال کر رہا ہوں' جنہوں نے انگریزی پڑھی ہے۔ دنیا بھر کے علوم پڑھ ڈالے' وہ اللہ کو کیا جواب دیں گے کہ انہوں نے قرآن سمجھنے کے لئے کیا سعی کی؟ کیا انہوں نے عربی پڑھنے کے لئے کوئی وقت نکالا جیسے دوسری زبانیں یا علوم سیکھنے کے لئے نکالا تھا۔ ذرا سوچئے' اللہ کے ہاں ایسے افراد کے پاس کیا معذرت ہو گی؟

ایسے افراد اپنی زندگیوں سے اس کورس کے لئے وقت نکالیں۔ یہ کورس جو عرف عام میں تو ایک سالہ کورس ہے مگر ہم نے اسے سکیڑ کر نو ماہ کا کر دیا ہے۔ کیم

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

نیا بلدیاتی نظام ——— ایک جائزہ، ایک تجزیہ

مرزا ایوب بیگ، لاہور

۱۲/اکتوبر کے واقعہ کے نتیجہ میں برسراقتدار آنے والے نئے فوجی حکمران تسلسل سے یہ بات کہہ رہے تھے کہ جس جمہوریت کو انہوں نے ختم کیا ہے وہ جعلی اور غلیظ جمہوریت تھی اور اس جمہوریت سے کرپٹ سیاستدان برآمد ہوئے جنہوں نے جمہوریت کے نام پر بدترین آمریت قائم کی ہوئی تھی۔ انہوں نے عوام سے وعدہ کیا کہ وہ اصلی اور حقیقی جمہوریت لائیں گے جس سے اختیارات کا اعلیٰ ترین سطح پر ارتکاز ختم ہو گا اور نچلی سطح پر اختیارات کو منتقل کیا جائے گا۔ لہٰذا ۱۴/اگست ۲۰۰۰ء کو چیف ایگزیکٹو نے قوم سے خطاب کے دوران بلدیاتی سطح پر نیا جمہوری نظام متعارف کرایا۔

نئے نظام کے مطابق یونین کونسل، تحصیل کونسل اور ضلع کونسل کا قیام انتخابات کے ذریعے عمل میں آئے گا۔ یونین کونسل میں ۱۲ نشستیں مردوں کے لئے، ۶ خواتین کے لئے، ۶ کسانوں اور مزدوروں کے لئے، ایک اقلیت ہو گی۔ یونین کونسل کا ایک ناظم اور ایک نائب ناظم ہو گا جو براہ راست عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو گا۔ نائب ناظم اور ناظم بالترتیب تحصیل کونسل اور ضلع کونسل کے بربنائے منصب رکن ہوں گے۔ نائب ناظم اور ناظم ایک پینل کے طور پر منتخب ہوں گے۔ ہر یونین میں تین سیکرٹری مقرر کئے جائیں گے جو ناظم کے تحت کام کریں گے۔ ایک گاؤں یا اگر گاؤں چھوٹے ہوں گے تو کچھ گاؤں ملا کر یونین کونسل کا ایک وارڈ بنایا جائے گا۔ ووٹر کی عمر ۲۱ سال کی بجائے ۱۸ سال ہو گی۔ انتخابات جداگانہ ہوں گے۔ رکن کے لئے تعلیم کی کوئی شرط نہیں ہو گی۔ البتہ رکن کی شہرت اچھی ہو گی اور وہ اسلامی تعلیمات سے آگاہی رکھتا ہو گا۔ کونسل کی میعاد تین سال ہو گی۔ اگر خواتین کی کوئی نشست امیدوار نہ ہونے کی وجہ سے خالی رہ جائے گی تو اسے پُر کرنے کے لئے ہر سال ضمنی انتخابات ہوں گے۔ انتخابات غیر جماعتی ہوں گے اور کسی امیدوار کو اجازت نہیں ہو گی کہ وہ کسی جماعت، گروہ یا تنظیم کا پلیٹ فارم استعمال کرے۔ یونین کونسل مخصوص کردہ فہرست کے مطابق ٹیکس وصول کرنے کی مجاز ہو گی۔ یونین کونسل خاندانی سماجی اور معمولی مجرمانہ قسم کے تنازعات میں مصالحت کا کردار بھی ادا کر سکے گی۔ یونین کونسل مقامی

تجزیہ

سیکیورٹی نظام وضع کرے گی جو یونین گارڈز کہلائیں گی۔ تحصیل کونسل کے ارکان کی تعداد ۲۱ ہو گی جن میں ایک تہائی خواتین ہوں گی۔ پانچ فیصد نشستیں محنت کش اور پانچ فیصد اقلیتوں کے لئے ہوں گی۔ تحصیل کونسل کے نائب ناظم اور ناظم کو یونین کونسل کے ارکان منتخب کریں گے۔ ایک تحصیل میونسپل آفیسر ہو گا جو تحصیل انتظامیہ کی معاونت کرے گا۔ اس کے تحت چار تحصیل آفیسرز ہوں گے۔ ضلعی حکومتوں کا نظام، ضلع ناظم، نائب ضلع ناظم، ضلع کونسل اور ضلع انتظامیہ پر مشتمل ہو گا۔ محکمہ پولیس براہِ راست ضلع ناظم کو جواب دہ ہو گا۔ ضلعی حکومتی اداروں پر کنٹرول کے لئے ضلعی معاون آفیسر (ڈی سی او) ضلع ناظم کے ساتھ تعاون کرے گا۔ ضلعی حکومتوں کا نظام شفاف اور عوام کی رسائی ان تک بہت آسان ہو گی اور ضلع میں خواندگی اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے دفاتر قائم کئے جائیں گے۔ ضلع ناظم اور نائب ناظم کو بھی یونین کونسل کے ارکان منتخب کریں گے۔ کسی بھی ناظم یا نائب ناظم کا مواخذہ کیا جا سکے گا۔ اس کے لئے یونین، تحصیل اور ضلع میں یکساں طریقہ کار ہو گا۔ کوئی رکن نائب ناظم یا ناظم کے خلاف تحریک ایوان میں پیش کر سکے گا جس کی تائید اس کے کسی ساتھی کو کرنی ہو گی۔ مواخذہ کی تحریک کی کامیابی کے لئے دو تہائی ارکان کی حمایت لازمی ہو گی۔ اگر تحریک کامیاب نہ ہو سکی تو مواخذہ کی تحریک پیش کرنے والے رکن کو اپنی نشست سے محروم ہونا پڑے گا۔ عدلیہ اور انتظامیہ کو الگ الگ کر دیا جائے گا۔ البتہ عدلیہ کا نیا نظام چیف جسٹس آف پاکستان پیش کریں گے۔ پولیس اصلاح کے لئے بھی ایک جامع منصوبہ پیش کیا جائے گا جس کی خاص خاص باتیں یہ ہیں کہ پولیس میں آئندہ بھرتی سختی سے میرٹ کی بنیاد پر ہو گی۔ پچاس فیصد اے ایس آئی ڈائریکٹ بھرتی کئے جائیں گے جبکہ بقایا نصف ترقی پا کر "اے ایس آئی" بنیں گے۔ تھانے کا انچارج اے ایس پی ہو گا جو لازمی طور پر پبلک سروس کمیشن کی وساطت سے آئیں گے۔

اس نئے نظام سے اگرچہ اقتدار نچلی سطح پر یقیناً منتقل ہو گا اور وہ سابقہ روایت جاتی رہے گی جس کے مطابق چند بڑے لوگ اقتدار کے مزے لوٹتے تھے، پھر یہ کہ بیوروکریسی کی اجارہ داری بھی ختم ہو جائے گی اور عوام کے مسائل مقامی سطح پر حل ہو سکیں گے لیکن اس نئے نظام کی وجہ سے بعض الجھنیں پیدا ہوں گی جس سے عوام کی تکالیف میں اضافہ ہو جائے گا۔

(۱) ناخواندگی

اس نظام کی کامیابی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہمارے ملک خصوصاً دیہاتی علاقے میں خواندگی کی انتہائی کم شرح ہو گی۔ امریکہ میں اگر کاؤنٹی کی سطح پر چناؤ کے ساتھ اچھی اور صاف ستھری مقامی انتظامیہ وجود میں آ جاتی ہے تو اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہاں تعلیم عام ہے اور لوگ اپنے حقوق و فرائض سے آگاہ ہیں۔

(۲) جاگیرداری سسٹم

پاکستان بنیادی طور پر زرعی ملک ہے اور اس کی آبادی کا کثیر حصہ دیہاتوں میں آباد ہے۔ بدقسمتی سے چونکہ انگریزوں کی عطا کردہ جاگیروں کی بدولت جاگیرداروں کا ٹولہ اپنے علاقوں میں فرعون کی طرح سیاہ و سفید کا مالک ہوتا ہے لہٰذا یونین کونسلوں اور تحصیل کونسلوں کے چناؤ سے لے کر ضلعی حکومتوں تک اس کی

مرضی کے خلاف کسی کا آگے آنا ممکن نہیں۔ لہٰذا جاگیردار یا خود ضلعی حاکم بنیں گے یا اپنے چیلے چانٹوں کو بنائیں گے۔ ان حالات میں عوام کے مسائل حل ہونا یا انہیں انصاف ملنے کی توقع نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ضلعی حکومتیں بنانے سے پہلے جاگیرداری نظام کا تیاپانچہ کیا جاتا۔

③ خواتین کی شرکت

ہمارے فوجی حکمرانوں نے مغرب کی اندھی تقلید میں اس نظام میں پاکستان کی خواتین کو خواہ مخواہ دھکیلنے کی کوشش کی ہے۔ ہر ملک کا اپنا اپنا سماجی سیٹ اپ ہوتا ہے۔ پاکستان کی شہری خواتین وہ بھی جو امیر کبیر گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں وہ شغل کے طور پر عملی سیاست میں حصہ لیتی ہیں۔ دیہاتی خواتین تو زرعی شعبے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ وہ کھیتی باڑی سے لے کر جانوروں کی دیکھ بھال کر کے اپنے خاندان کی کفالت میں اہم رول ادا کرتی ہیں' انہیں سیاست کیسے وارا کھائے گی۔ عورت کی دیہاتی سطح پر سیاست میں شرکت بہت سے مسائل کو جنم دے گی۔ اس معاملے میں تو ہمارے فوجی حکمران مغرب سے بھی آگے نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں جو یقیناً ہمارے معاشرے کو تباہ کر دے گی۔

④ جائز' ناجائز کا فیصلہ

اس نئے نظام کے مطابق پولیس ضلعی حاکم کو جواب دہ ہو گی البتہ پولیس آفیسر ناجائز حکم ماننے کا پابند نہیں ہو گا سوال یہ ہے کہ یہ کون فیصلہ کرے گا کہ فلاں حکم جائز تھا یا ناجائز۔

⑤ غیر جماعتی انتخابات

ضیاء دور میں بھی ہم غیر جماعتی انتخابات کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ جب جماعتی وابستگی کا اظہار ممنوع قرار دے دیا جاتا ہے تو پھر ووٹ حاصل کرنے کی کیا بنیاد رہ جاتی ہے برادری' حرام سے کمایا ہوا پیسہ۔ فرد واحد کا کیا منشور ہو گا اور وہ اکیلا کامیاب ہونے کی صورت میں کیا یقین دلا سکتا ہے۔

⑥ ناممکن العمل شقیں

اس نظام میں بعض ایسی شقیں ہیں جن پر عمل ممکن ہی نہیں۔ مثلاً شق ۲۲۔ اے یہ ہے کہ اگر ناظم ضلع کے خلاف تحریک اعتماد پیش ہو گی تو یونین کونسل کے تمام اراکین کی حاضری رائے شماری کے وقت لازم ہو گی۔ یہ شرط کیسے پوری ہو گی۔ جس ملک میں پوری پوری اسمبلی چھانگا مانگا میں قید کی جا سکتی ہے وہاں ایک رکن کی غیر حاضری کون سا مسئلہ ہو گی۔

⑦ ناظم کی برطرفی

وزیر اعلیٰ ناظم کو برطرف کر سکتا ہے۔ بالفاظ دیگر ناظم کو اپنے تمام اختیارات سمیت وزیر اعلیٰ کے پیروں میں بیٹھنا ہو گا۔

⑧ تھانے میں اے ایس پی کا تقرر

تھانے کا انچارج اے ایس پی ہو گا۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ پنجاب میں ۶۱۲ تھانے ہیں اور صرف ۵۰ اے ایس پی ہیں۔

ان تمام خوبیوں اور خامیوں کے باوجود ہم یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ بنیادی شے قوم کا اجتماعی کردار ہے۔ اگر قوم بحیثیت مجموعی اچھے کردار کی حامل ہو اور اصول پسند ہو تو برا بھلا نظام بھی کچھ نہ کچھ نتائج دے سکتا ہے۔ ہم جو اٹھتے بیٹھتے اسلامی نظام کے نفاذ کی صدا لگاتے رہتے ہیں' ہمیں یہ فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ اسلامی نظام جیسے خدائی نظام کے نفاذ کے لئے اور بہتر نتائج حاصل کرنے کے لئے ایسے افراد مطلوب ہیں جو بروئے قرآن حقیقی مومن ہوں۔ ○○

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام قرآن اکیڈمی کے

ایک سالہ رجوع اِلی القرآن کورس

میں داخلوں کے لئے طالبانِ علم قرآن سے درخواستیں مطلوب ہیں :

- واضح رہے کہ یہ کورس بنیادی طور پر گریجویٹس اور پوسٹ گریجویٹس کے لئے ترتیب دیا گیا ہے۔ پیش نظر یہ ہے کہ وہ حضرات جو کم از کم گریجویشن کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہشمند ہوں' انہیں اس کورس کے ذریعے ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے —— تاہم بعض استثنائی صورتوں میں ایف اے کی بنیاد پر بھی اس کورس میں داخلہ لیا جا سکتا ہے۔
- یہ بھی نوٹ کر لیا جائے کہ کورس کا دورانیہ یکم ستمبر سے 31 مئی' قریباً 9 ماہ بنتا ہے۔ جون' جولائی' اگست کے تین مہینے ابتداء میں کورس میں شامل تھے لیکن گرمی کی شدت کے پیش نظر تدریسی نصاب کو condense کر کے کورس کا دورانیہ کم کر دیا گیا۔

—— داخلوں کا شیڈول اس سال ان شاء اللہ حسب ذیل رہے گا : ——

- داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 26 اگست ہے۔
- داخلہ کے لئے انٹرویو 31/ اگست کو قرآن اکیڈمی لاہور میں ہوں گے۔ (شرکاء کی سہولت کے پیش نظر داخلہ فارم بروقت جمع نہ کرانے والوں کو براہ راست انٹرویو میں شریک کیا جا سکے گا)
- کورس کا آغاز ان شاء اللہ یکم ستمبر سے ہو جائے گا۔ پہلے دو روز تعارفی نوعیت کی کلاسز ہوں گی اور باقاعدہ تدریس کا آغاز ان شاء اللہ سوموار 4 ستمبر سے ہو گا۔

کورس کا تفصیلی پراسپکٹس

جس میں داخلوں سے متعلق ضروری معلومات کے علاوہ کورس میں شامل مضامین کی تفصیل' طریق تدریس اور نظام الاوقات کی وضاحت بھی شامل ہے' درج ذیل پتے سے حاصل کریں :

ناظم قرآن کالج' 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور (فون : 03-5869501)

فلپائن کے مورو مسلمانوں کی تحریک آزادی

تحریر: نعیم احمد خان

فلپائن میں مسلمان اقلیت میں ہیں مگر جزیرہ منڈاناؤ میں مسلمانوں کی اکثریت ہے جہاں ایک عرصہ سے تحریک آزادی جاری ہے اسی سال جنوری میں مسلمانوں کے فلپائنی فوجیوں سے بڑے معرکے ہوئے اور پھر یہ علاقہ عالمی میڈیا کی توجہ کا مرکز بنا مگر عالمی اداروں نے یہاں مسلمانوں پر مظالم کا وہ نوٹس نہیں لیا جیسا کہ دیگر کشیدگی والے علاقوں کے حوالہ سے لیا گیا۔ عالم اسلام اس حوالے سے خاموش تماشائی کا منظر پیش کر رہا ہے۔ اندریں حالات بالعموم مسلمانان پاکستان کو فلپائن کے مسلم بھائیوں کے حالات سے آگاہی اور خصوصاً قارئین ندائے خلافت کے لئے فلپائن کے مسلمانوں کی صورتحال و تاریخی پس منظر پیش خدمت ہے:

فلپائن کے جغرافیائی حالات

فلپائن جنوب مشرقی ایشیا میں بحر الکاہل (Pacific Ocean) میں واقع ۷۱۰۷ جزائر پر مشتمل ملک ہے۔ فلپائن کا رقبہ تین لاکھ مربع کلومیٹر جبکہ ۱۹۸۳ء کے مطابق آبادی ۵ کروڑ ۳۱ لاکھ ۶۲ ہزار ہے۔ قریبی ممالک شمال میں تائیوان، شمال مغرب میں تھائی لینڈ اور جنوب و جنوب مغرب میں انڈونیشیا اور ملائشیا واقع ہیں۔ فلپائن کے جزائر کو تین بڑے گروپوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ لوزان گروپ جس میں لوزان، منڈارو اور پالاوان جزائر

۲۔ ویزایان گروپ جس میں بوہل، سیبو، لیٹے، مازبیٹ، پانے اور سمر جزائر شامل ہیں۔

۳۔ تیسرا بڑا گروپ منڈاناؤ جزائر کا ہے۔ فلپائن کا دارالحکومت منیلا ہے۔

وجہ تسمیہ

فلپائن کو Pearl of the orient Seal بھی کہا جاتا ہے۔ یہ نام قدیم فلپائنی ہیرو جوزایزال نے ۱۸۹۶ء میں اسے دیا تھا۔ تاہم فلپائن کے ان جزائر کو ۱۶ویں صدی میں سپین کے بادشاہ فلپ دوم کے نام کی نسبت سے فلپائن کا نام ملا اس لئے کہ تب ان جزائر پر سپین کا قبضہ تھا اور فلپ دوم سپین کا بادشاہ۔

فلپائن کی آبادی اور وسائل

انسائیکلوپیڈیا امریکانہ کے اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۸۳ء میں فلپائن کی مجموعی آبادی ۵ کروڑ ۳۱ لاکھ ۶۲ ہزار تھی۔ آبادی کی غالب اکثریت رومن کیتھولک مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔ مسلمان اور پروٹسٹنٹ دوسری بڑی اکثریت ہیں۔ خاص طور پر جزیرہ منڈاناؤ میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور یہیں تحریک آزادی بھی جاری ہے۔ اس کے علاوہ سولو جزائر اور منیلا کے شمال میں بھی مسلمانوں کی آبادی بتائی جاتی ہے۔

فلپائن کے جزائر میں ۱۰ فیصد غیر آباد ہیں۔ ۶۰ فیصد سے زائد علاقہ پہاڑی ہے جبکہ پورے فلپائن میں ۴۴ فیصد جنگلات ہیں جو کہ حکومت کے زیر کنٹرول ہیں۔ عموماً انہی جنگلات کی لکڑی سے گھروں کی چھتیں اور بعض اوقات دیواریں بنائی جاتی ہیں۔ زراعت میں چاول اور سیاحت یہاں کے بڑے وسائل میں شمار ہوتے ہیں۔

فلپائن کی مختصر تاریخ

۱۶ویں صدی سے قبل فلپائن میں کئی خود مختار ریاستیں قائم تھیں اور بعض علاقوں میں باقاعدہ مسلم ریاستیں بھی قائم تھیں، تاہم سولہویں صدی میں سپین نے فلپائن پر قبضہ کر لیا۔ فلپائن پر ۳۳۳ سال تک سپین کی حکومت قائم رہی۔ بعض تاریخی حوالوں کے مطابق ۱۸۸۹ء میں سپین امریکہ جنگ کے دوران فلپائن میں مالولوس حکومت کا قیام عمل میں آیا لیکن چند ہی سال بعد ۱۹۰۱ء میں یہاں امریکی قبضہ فوجوں نے ڈیرے جما لئے تا آنکہ ۱۹۳۵ء میں یہاں اندرون خود مختار حکومت کا قیام عمل میں آیا۔ امریکہ لگ بھگ ۴۸ سال تک فلپائن پر قابض رہا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران فلپائن پر جاپان کا قبضہ ہوا اور بالآخر ۴ جولائی ۱۹۴۶ء کو فلپائن مغربی تسلط سے آزاد ہونے والا پہلا ایشیائی ملک بن گیا۔

مسلمان فلپائن میں

فلپائن کے جزائر میں ۹ویں صدی میں عرب اور ہندوستانی تاجروں کے ذریعے اسلام کو فروغ حاصل ہوا۔ ۱۳ویں صدی میں یہاں باقاعدہ مسلمان آباد ہو چکے تھے، جبکہ ۱۴۵۰ء میں ایک عرب سید ابوبکر نے پہلی مسلم ریاست قائم کی۔ کہا جاتا ہے کہ سپین کے فوجیوں نے یہاں کے مسلمانوں کو بندوق کے زور پر عیسائی بنانا شروع کر دیا جس کے نتیجے میں کئی افراد نے جان بچانے کی خاطر عیسائیت قبول کر لی اور اب بعض اندازوں کے مطابق فلپائن میں صرف ۱۰ فیصد مسلمان آباد ہیں۔

فلپائن میں مسلمانوں کی تحریک آزادی

سپین میں عیسائی مذہب اختیار نہ کرنے والوں کو "مورو" کہا جاتا تھا چنانچہ سپین کے فلپائن پر قبضہ کے دوران یہ نام مسلمانوں کو دیا گیا جس کے باعث یہاں کے مسلمان "مورو مسلمان" کے نام سے مشہور ہیں۔

اگرچہ جبری عیسائیت قبول کروانے کے خلاف مسلمانوں کی جدوجہد جاری رہی اور ایک موقع پر ۱۹۱۳ء میں مجاہدین اور امریکی فوجوں کے درمیان بڑی لڑائی بھی لڑی گئی تاہم ۱۹۴۶ء میں فلپائن کی آزادی کے بعد یہاں تحریک آزادی نے خوب زور پکڑا۔ ۱۹۶۰ء میں اس سلسلہ میں مسلمان دانشوروں اور علماء نے عالمی سطح پر پہچان بنانے کی مہم شروع کی اور مدارس و مساجد تعمیر کی گئیں۔

۱۹۶۸ء میں فلپائن میں بعض جزائر میں مسلم ریاستوں کے قیام کے لئے ایم آئی ایم نامی تنظیم کا قیام عمل میں آیا اور بعد ازاں مسلم مجاہدین مورو نیشنل لبریشن فرنٹ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ ۱۹۷۰ء میں ملائیشیا بھی مجاہدین کا حامی تھا چنانچہ مسلم مجاہدین نے وہاں گوریلا تربیت حاصل کی مگر بعد ازاں ملائیشیا نے ہاتھ کھینچ لئے۔ پھر بدقسمتی سے ۸۲۔۱۹۷۷ء کے عرصہ کی دوران ایم این ایل ایف کی قیادت انتشار کا شکار ہو گئی اور یہ دو گروپوں میں بٹ گئی۔ جس کے نتیجے میں مورو اسلامک لبریشن فرنٹ کا قیام عمل میں آیا اور ۸۰ کی دہائی میں تو ان دونوں گروپوں کے درمیان مسلح تصادم بھی ہوا۔

تحریک آزادی کی تازہ صورتحال

حال ہی میں مورو اسلامک لبریشن فرنٹ کے سربراہ اور معروف عالم دین سلامت ہاشم نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ فلپائن میں مسلمانوں کے گھروں، سکولوں اور مساجد کو نظر آتش کرنے کے علاوہ، قرآن مجید کی بے حرمتی، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کا قتل، جائیدادوں کی تباہی، لوٹ مار اور جنگلات و زرعی فارموں کی تباہی کے واقعات اکثر ہوتے رہتے ہیں۔ جس کے باعث منڈاناؤ میں مسلمانوں کی معاشی حالت بہت خراب ہے۔ پھر ایم این ایل ایف کے موجودہ رہنما نور میسوری نے ملائشیا کے اشارے پر گھٹنے ٹیک دیئے اور وہ فلپائنی حکومت میں شامل ہو گیا۔

دوسری طرف اسی سال کے شروع میں مجاہدین نے فلپائنی فوجوں پر خاصے حملے کئے ہیں اور رمضان المبارک سے قبل چار عیسائی علاقوں پر قبضہ بھی کیا۔ جس کے باعث میڈیا کی توجہ پھر اس طرف ہوئی۔ اگرچہ فلپائن مورو اسلامک لبریشن فرنٹ پر اسامہ بن لادن سے سرمایہ حاصل

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

"پاکستان اور اس کے استحکام کی واحد اساس"

کے موضوع پر مرکزی انجمن خدام القرآن کے زیر اہتمام ایک منفرد تقریب کی روداد

رپورٹ : حافظ محمد ندیم الحسن

پاکستان کی موجودہ حکومت کے بعض ذمہ دار حضرات کے کچھ "فرمودات" سے شہ پا کر ان دنوں بعض دانشوروں اور خصوصاً انگریزی اخبارات کے کالم نویسوں نے ایک بار پھر زور و شور کے ساتھ اس قسم کے خیالات کا پرچار شروع کر دیا ہے کہ نہ پاکستان کے قیام کا کوئی تعلق دین و مذہب سے تھا نہ ہی اس کے بقاء و استحکام کے لئے کسی دینی یا نظریاتی تشخص کی ضرورت ہے ___ اور خاص طور پر قائداعظم کی ۱۱/ اگست کی تقریر کے بعض جملوں سے مراد یہ لی جا رہی ہے کہ وہ پاکستان کو ایک خالص سیکولر نیشن سٹیٹ بنانا چاہتے تھے ___ شدید ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ اس مسئلے کا از سر نو غیر جذباتی اور خالص علمی و تحقیقی انداز میں جائزہ لیا جائے ___ اس ضمن میں ایک خاص نقطہ نظر محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا بھی ہے ___ چنانچہ جمعہ ۱۸/ اگست کی شام کو ہوٹل "ہالیڈے ان" میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں محترم ڈاکٹر صاحب نے "پاکستان اور اس کے استحکام کی واحد اساس" کے موضوع پر مفصل اظہار خیال فرمایا۔ اس سے پہلے شیریٹن ہوٹل کراچی اور فور سیزن ہال قرطبہ چوک لاہور میں اس سلسلے کی دو تقریبات منعقد ہو چکی ہیں۔ حالیہ تقریب میں لاہور کے نمایاں اہل قلم، دانشور اور صحافی حضرات کو مدعو کیا گیا تھا جن کی ایک اچھی خاصی تعداد نے تقریب میں شرکت کی۔

تقریب کے میزبان شاہکار بک فاؤنڈیشن کے بانی سید قاسم محمود نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ قاری محمد مقبول نے تلاوت کلام پاک سے اس تقریب کا آغاز کیا۔ تلاوت کے بعد سید قاسم محمود نے تقریب کے انعقاد کی غرض و غایت بیان کی۔ اس تقریب میں مستفسرین حضرات کا ایک پینل بھی تشکیل دیا گیا تھا جس میں چیف جسٹس (ر) ڈاکٹر نسیم حسن شاہ، جنرل (ر) ایم ایچ انصاری، شعبہ سیاسیات پنجاب یونیورسٹی کے چیئرمین پروفیسر ڈاکٹر رشید احمد خان، لاہور کی معروف علمی و ادبی شخصیت پروفیسر عبدالجبار شاکر، پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ صحافت کے سینئر رکن پروفیسر مسکین علی حجازی اور معروف سیاسی کالم نگار جناب عطاء الرحمٰن شامل تھے۔

صدر مجلس محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے دانشوروں کے اجتماع سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا : اگرچہ یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تاہم پاکستان کے قیام کا اصل جذبہ محرکہ معاشی، سیاسی، ثقافتی و لسانی یا مذہبی نہ تھا بلکہ یہ جذبہ محرکہ ایک خوف تھا جو چھوٹی قوم کو بڑی قوم سے لاحق ہو گیا تھا۔ گویا پاکستان کے قیام کی بنیاد قومی جذبہ تھا۔ اس اعتبار سے ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کیا تھی۔ یہ لسان، نسل اور ثقافت کی بنیاد پر کوئی قوم نہ تھی بلکہ دین کی بنیاد پر ایک قوم تھی لہٰذا پاکستان کے قیام کی بنیاد سوائے دین و مذہب کے کچھ نہیں بنتی۔ انہوں نے کہا کسی ملک کے استحکام کی بنیاد تاریخی و جغرافیائی عوامل یا کوئی مضبوط عصبیت ہوا کرتی ہے لیکن پاکستان کو بحیثیت ملک استحکام کی ان بنیادوں میں سے کوئی بنیاد حاصل نہیں۔ چنانچہ پاکستان کے قیام کی طرح اس کے استحکام کی بنیاد بھی صرف اور صرف اسلام ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان ایک زبردست عوامی تحریک کے نتیجے میں وجود ں آیا۔ البتہ دو شخصیات یعنی قائداعظم اور علامہ اقبال نے کستان کے قیام میں فیصلہ کن کردار ادا کیا۔ قائداعظم اور اقبال کی شخصیات کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ قائداعظم بانی، معمار و مؤسس پاکستان ہیں جبکہ علامہ اقبال مصور و مفکر اور مبشر پاکستان ہیں۔ اس اعتبار سے ہمیں نظریہ پاکستان کے لئے علامہ اقبال سے رہنمائی لینی چاہئے۔ خود قائداعظم کے دل میں علامہ اقبال کا جو مقام و مرتبہ تھا اس کا اندازہ ان کے اس بیان سے کیا جا سکتا ہے جو علامہ کی وفات پر قائداعظم نے دیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ "اقبال میرے نزدیک ایک عظیم شاعر، فلسفی میرے لئے ایک عظیم رہنما، سرچشمہ جذبہ و عمل اور روحانی سہارا تھے"۔ مزید برآں ۲۵ مارچ ۱۹۴۰ء کو قائداعظم نے کہا تھا کہ اگر مجھے انتخاب کو موقع دیا جائے کہ میں مستقبل میں مسلم لیگ کے مطالبے کے مطابق قائم ہونے والی متوقع اسلامی ریاست کی حکومت اور اقبال کی تصانیف سے کسی ایک کو پسند کر لوں تو میں اقبال کی کتب کو ترجیح دوں۔

امیر تنظیم نے کہا تحریک پاکستان کا بنیادی جذبہ اگرچہ منفی تھا یعنی ایک چھوٹی قوم کو بڑی قوم سے خوف لاحق تھا لیکن ۱۹۳۰ء میں اقبال نے اس منفی جذبہ میں احیائے اسلام کا مثبت جذبہ شامل کر دیا۔ چنانچہ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ اقبال ہی نظریہ پاکستان کے منبع و سرچشمہ تھے۔ انہوں نے کہا کہ بعض دانشور قائداعظم کی ۱۱/ اگست کی تقریر کے حوالے سے نظریہ پاکستان کی اساس کو مسخ کر رہے ہیں اور اس کی تعبیر یہ بیان کر رہے ہیں کہ قائداعظم پاکستان کو ایک سیکولر نیشن سٹیٹ بنانا چاہتے تھے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے قائداعظم کی اس تقریر کی یہ توجیہہ کی کہ قائداعظم سمجھتے تھے کہ یہ ایک مسلم اکثریت ملک ہے لہٰذا یہاں مغربی جمہوریت کے اصول کے تحت بھی اسلام آ سکتا ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے قائداعظم کی بہت سی تقاریر کا حوالہ دیا جن سے واضح ہوتا ہے قائداعظم اسلام کو صرف ایک مذہب نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات سمجھتے تھے اور پاکستان کو ایک اسلامی ریاست بنانا چاہتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب نے اس ضمن میں قائداعظم کے معالج

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

محترم ڈاکٹر صاحب کے خطاب پر جسٹس (ر) نسیم حسن شاہ کے غیر معمولی تاثرات

یوں تو مستفسرین کے پینل میں شامل تمام حضرات نے محترم ڈاکٹر صاحب کے خطاب اور طرز استدلال کو سراہتے ہوئے مثبت جذبات و تاثرات کا اظہار کیا۔ تاہم اس ضمن میں سابق چیف جسٹس جناب جسٹس نسیم حسن شاہ نے جن الفاظ میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا وہ بلاشبہ چونکا دینے والے تھے۔ قابل احترام جسٹس صاحب نے فرمایا :

"میں نے اپنی پچاس سالہ عملی زندگی میں بہت سی علمی و قانونی بحثیں سنی ہیں لیکن ڈاکٹر صاحب کی آج کی گفتگو سے زیادہ موثر، مدلل اور اثر انگیز بحث میں نے پہلے نہیں سنی۔ میں منتظمین حضرات کا مشکور ہوں کہ جنہوں نے مجھے یہاں مدعو کر کے ایسی زبردست گفتگو سننے کا موقع فراہم کیا کہ جس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا۔ آج جو باتیں ہوئی ہیں ان سے بہت سے مسائل واضح ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جس طرح ثابت کیا ہے کہ پاکستان کی اصل اساس اسلام ہے میں اس سے متفق ہوں۔ ۱۱/ اگست کی تقریر کی توجیہہ بھی ڈاکٹر صاحب نے بڑی اچھی کی ہے"۔

فسانۂ مسلم

ابھی میں سپر اسٹور میں داخل ہی ہوا تھا کہ اس نے بڑے احترام سے مجھے آواز دی "مولانا ذرا سنئے" میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک اجنبی سکھ میری جانب دوڑا چلا آ رہا تھا۔ قریب پہنچ کر اس نے بڑے ادب سے مجھے سلام کیا اور پوچھا کہ "آپ پاکستان سے آئے ہیں" میں نے جواب دیا "ہاں میں پاکستانی ہوں" وہ کہنے لگا میں بھی سیالکوٹ میں پیدا ہوا اور دہلی میں پلا بڑھا ہوں۔ پاکستان بننے کے بعد یہاں جرمنی چلا آیا۔ کچھ عرصے یہاں محنت مزدوری کی پھر یہ اسٹور بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ترقی دی اور آج یہ جو عالیشان کئی منزلہ سپر اسٹور آپ دیکھ رہے ہیں میں اس کا مالک ہوں لیکن بچپن سے آپ کے ایک عالم دین کی دعا میرے دل پر نقش ہو گئی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ساری کامیابی اس ایک دعا ہی کی مرہون منت ہے۔ اس اجنبی کی اس بے تکلف گفتگو میں مجھے محبت اور چاہت کی جھلک صاف نظر آ رہی تھی میں نے بھی ذرا دلچسپی سے اس سے دریافت کیا کہ وہ کیا دعا تھی۔ کہنے لگا یہ ان دنوں کی بات ہے جب پاکستان بنانے کے لئے جدوجہد ہو رہی تھی اور شہر بھر میں ہندو مسلم فسادات برپا تھے میں دہلی کے جس محلے میں رہتا تھا وہاں ایک مسجد تھی مسلمانوں نے لوگوں کی بھلائی کی خاطر اس مسجد کے احاطے میں سے دوسری جانب جانے کے لئے ایک چھوٹا سا راستہ بنا دیا تھا جہاں سے سکھ عیسائی اور ہندو سب ہی گزرتے تھے۔ مجھے اس چیز کا احساس تھا کہ اگر وہ یہ راستہ نہ بناتے تو ہمیں بہت لمبے راستے سے گزر کر اپنے محلے تک پہنچنا پڑتا۔ لہٰذا مسلمانوں کے اس طرز عمل کے باعث میرے دل میں مسلمانوں کے لئے نرم گوشہ موجود تھا۔ مجھے آج تک یاد ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنے علاقے میں کسی کتاب کے کچھ اوراق بکھرے ہوئے دیکھے کیونکہ عربی میرے لئے ایک اجنبی زبان تھی لہٰذا میں فوری طور پر نہیں سمجھ سکا کہ یہ کس کتاب کے اوراق ہیں لیکن جب میں ان اوراق کو سمیٹ کر اپنے گھر لایا تو میرے والد نے مجھے بتایا کہ بیٹا یہ مسلمانوں کی مقدس کتاب کے اوراق ہیں۔ میں نے سوچا کیوں نہ یہ صفحے مسجد کے مولانا کے سپرد کر دوں لہٰذا میں مسجد گیا اور وہاں کے مولانا کو میں نے وہ اوراق دے دیئے مولانا میرے اس عمل سے اتنا خوش ہوئے کہ انہوں نے میرے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور یہ دعا دی کہ بیٹا اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا اجر و ثواب عطا فرمائے۔ وہ دن ہے اور آج کا دن اس دعا نے میری عجیب سی کیفیت کر دی ہے جو میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ میرا دل قرآن کی طرف راغب ہوا اور میں نے قرآن کا باقاعدہ مطالعہ کیا اور یوں اسلام کی حقانیت مجھ پر واضح ہو گئی میں ایک عرصے سے کسی عالم دین کی تلاش میں تھا۔ آج آپ نظر آ گئے آپ مجھے کلمہ پڑھائیں اور اسلام قبول کرنے میں میری مدد کریں۔

مفتی رفیع عثمانی نے یہ واقعہ اپنے حالیہ تبلیغی دورہ جرمنی سے واپسی کے بعد گزشتہ دنوں جمعہ کی اردو تقریر میں ارشاد فرمایا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ اس کے اسلام قبول کرنے سے جہاں مجھے خوشی ہوئی وہیں اس کے ایک سوال نے مجھے رنجیدہ کر دیا اور میں اس کا کوئی مناسب جواب نہ دے سکا اس کا سوال یہ تھا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ میں اسلام تو قبول کر لوں لیکن مسلمان نہ کہلاؤں۔ کیونکہ اسلام وہ قوت ہے جو برائی کو اچھائی سے تبدیل کرنے کی طاقت رکھتا ہے لیکن مسلمانوں کی حالت زار دیکھ کر مجھے شرم آتی ہے کہ اتنے اچھے دین کے ماننے والے اپنے ہی دین کی تعلیمات سے انحراف کرتے ہیں۔ کون سی برائی ہے جو آج کے مسلمانوں میں موجود نہیں؟

دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے کا یہ سوال ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ آج غیر مسلم اسلام کے دروازے پر کھڑا ہے اور اندر اس لئے داخل نہیں ہوتا کہ اندر ہم موجود ہیں۔

(مرسلہ: محمد سلیم امان، لانڈھی)

خبرنامہ اسلامی امارت افغانستان

ضربِ مؤمن، ۱۸ تا ۲۴/اگست ۲۰۰۰ء

تخار: ہزاروں افراد داڑھی اور نماز کے پابند ہو گئے

گزشتہ دنوں جب طالبان کے دستے فاتحانہ انداز میں اشکمش میں داخل ہوئے تو پگڑیاں دیکھ کر وہاں کے مخلص عوام کی خوشی دیدنی تھی، ایک سفید ریش بزرگ نے طالبان کو دیکھتے ہی جذباتی ہو کر کہا کہ ماشاء اللہ! طالبان کے چہرے نورانی ہیں، جبکہ بھاگ جانے والے شر و فساد کے حامل باغیوں کے چہروں سے ہر وقت نحوست ٹپکتی رہتی تھی۔ ایک بزرگ نے بتایا کہ ایک دن میں نے اشکمش کے کمانڈر اور شمالی اتحاد کے نمائندہ سید اکرام کو تنبیہ کی کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھنے کی تاکید کیا کریں، تو انہوں نے لوگوں کو نماز کی ترغیب دینے سے صاف انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہم طالبان نہیں جو لوگوں کو نماز کی ترغیب دیتے پھریں ہم ایسا نہیں کریں گے اس کا کہنا تھا کہ ہم ایسا کیوں کریں؟

450 نوجوان احمد شاہ مسعود سے کٹ کر طالبان کے مدارس میں داخل

احمد شاہ مسعود کی ایران نواز اور روسی حمایت یافتہ پالیسیوں کی وجہ سے سینکڑوں غیرت مند نوجوان طالبان سے آ ملے ہیں جس کے باعث شمالی اتحاد افراد کی کمی اور عوامی حمایت سے محروم ہونے کے بعد احساس کمتری کا شکار ہو گیا ہے۔ فرخار میں قائم احمد شاہ مسعود کے تربیتی کیمپ میں تربیت حاصل کرنے کے دوران متنفر ہو کر طالبان کے زیر قبضہ علاقہ مزار شریف کے ایک دینی مدرسے میں تعلیم حاصل کرنے والے طالب نے بتایا کہ فرخار کے تربیتی مرکز میں ایرانی اساتذہ کی نگرانی میں عسکری تربیت دی جاتی ہے۔ تربیت کے دوران ایک گروپ کے سروں پر پگڑیاں باندھ کر مورچے میں بٹھا دیا جاتا ہے اور مورچے پر سفید جھنڈا بھی لہرایا جاتا ہے۔ دوسرا گروپ مصنوعی جنگ کے ذریعے جھنڈا والا مورچہ فتح کر کے تمام پگڑیوں والوں کے ہاتھ باندھ کر ایک قطار میں کھڑا کر دیتے ہیں اور ان کی فلم اور تصاویر بنائی جاتی ہیں۔ اس عمل کے ذریعے پروپیگنڈہ کیا جاتا کہ شمالی اتحاد نے درہ صوف میں شدید جنگ کے بعد طالبان کے مورچوں پر قبضہ کر لیا اور ان کی بڑی تعداد گرفتار کر لی ہے۔ کبھی ہم تربیتی مرکز میں کھانا کھا رہے ہوتے تو کھانے کے ہال میں ایرانی افسر آواز پیدا کرنے والے گولے چلاتے، دھماکے کی آواز سن کر تمام لوگ کھانا چھوڑ کر بھاگ جاتے جس پر افسر ہم پر خوب ہنستے اور ہمارا مذاق اڑاتے تو ہمیں بہت غیرت آتی۔ ہم نے شمالی اتحاد کی روسی ذہنیت اور ایران نواز پالیسیوں سے بدظن ہو کر طالبان کے مدارس میں تعلیم حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔

جو کچھ سیکھا ہے اس پر عمل بہت ضروری ہے

ہمارا آنے والا دن گزرے ہوئے دن سے بہتر ہونا چاہئے

خواتین کیلئے سب سے بڑا جہاد "پردہ" ہے' شرکاءِ کورس کے تاثرات

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کے زیرِ اہتمام دینی و تربیتی کورس کی تقریب تقسیم اسناد

۱۹۹۵ء سے تنظیم اسلامی حلقہ، خواتین کے زیرِ اہتمام ہر سال گرمیوں کی تعطیلات میں ایک دینی تربیتی کورس کا سلسلہ جاری ہے۔ اس سال اللہ کے فضل و کرم سے لاہور میں دو مقامات مرکزی دفتر گڑھی شاہو اور قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن میں ۱۹ جون سے ۳۱ جولائی تک یہ کورس منعقد ہوا جس سے مجموعی طور پر تقریباً ۳۰ خواتین اور بچیوں نے استفادہ حاصل کیا۔

دونوں مقامات کی مشترکہ تقریب تقسیم اسناد ۲۹ جولائی ۲۰۰۰ء کو قرآن اکیڈمی میں ہوئی۔ تلاوت قرآن پاک کی سعادت دو طالبات نے حاصل کی۔

نائب ناظمہ امت المعطی صاحبہ نے افتتاحی کلمات میں کہا کہ الحمداللہ یہ کورس اپنے اختتام کو پہنچ گیا۔ طالبات نے کافی کچھ سیکھا لیکن جو کچھ سیکھا ہے اس پر عمل بہت ضروری ہے۔

بعدازاں اساتذہ نے اپنے تاثرات بیان کئے۔ سمیعہ خان صاحبہ نے ایمان کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ایمان کی چوٹی جہاد ہے۔ اگر جہاد نہیں ہے تو ایمان نہیں ہے۔ شہر کو چھوڑ کر باہر چلے جائیں تو ایمان کو برقرار رکھنا آسان ہے۔ لیکن مطلوب یہ ہے کہ معاشرے میں رہتے ہوئے اپنے حسن اخلاق سے ایمان کو پھیلائیں۔ عورت کے لئے سب سے بڑا جہاد پردہ ہے۔ کیونکہ اس طرح دوست احباب دور ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے ایک جماعت سے منسلک ہونے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس طرح ہم خیال لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں اور مل جل کر کام کرنا آسان ہو جاتا ہے۔"

بازغہ منصور صاحبہ نے سورۃ والعصر کی روشنی میں لوازم نجات مختصراً پیش کئے۔ انہوں نے کہا کہ ہر آنے والا دن گزرے ہوئے دن سے بہتر ہونا چاہئے۔ انہوں نے کہا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم قرآن مجید میں مزید غور و فکر کریں۔

فوزیہ متین صاحبہ نے کہا کہ "پچھلے سال کورس میں کافی کچھ سیکھا لیکن اس دفعہ پڑھانے کی وجہ سے علم میں مزید اضافہ ہوا۔ ہمیں دین کا علم حاصل کرنے پر زیادہ توجہ دینی چاہئے کیونکہ اللہ نے دنیا کے علم کے بارے میں کچھ نہیں پوچھنا۔"

زاہدہ ظفر نے سورۃ الحاقہ کی روشنی میں آخرت کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا کہ "آج نتیجہ کا دن ہے اور یقیناً سب کے دل ڈول رہے ہوں گے۔ دنیا کے یہ امتحانات اور ان کے نتائج ہمیں ایک اور دن کے امتحان کی یاد دلاتے ہیں اور ہمیں اس اصل نتیجہ کے دن یعنی آخرت کے دن کے لئے تیاری کرتے رہنا چاہئے۔"

راحت صاحبہ نے کہا کہ "اگر انسان نے علم حاصل کر لیا اور عمل نہ کیا تو اس کا انجام اچھا نہیں ہے۔ بے عمل عالم جہنم میں ہوں گے۔ ہمارا طرز عمل یہ نہیں ہونا چاہئے کہ دوسروں کو تو نصیحت کریں اور خود عمل نہ کریں' اس کے لئے بھی سخت وعید ہے۔"

کورس کی طالبہ تسنیم بٹ صاحبہ نے کہا کہ اساتذہ نے بہت محنت اور لگن سے پڑھایا۔ کئی طالبات میں بہت تبدیلی آئی ہے۔ تعلیم حاصل کرتے ہوئے اصحاب صفہ کی یاد تازہ ہوئی۔"

منزہ متین صاحبہ نے کہا کہ "پچھلے سال بھی کورس کیا تھا لیکن ہر دفعہ مزید نئی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ میری خواہش ہے کہ میں اپنے ماں باپ کے لئے صدقہ جاریہ بنوں۔"

ایک اور طالبہ فردوس ہاشمی صاحبہ نے کہا کہ میں نے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے باوجود یہاں بہت کچھ سیکھا۔ گھر میں چغلیاں برائیاں ہوتی ہیں اب ان میں کمی آئی ہے۔ بچوں کو بھی ساتھ ساتھ احادیث اور دعائیں سکھاتی ہوں۔

ثمینہ صاحبہ نے کہا کہ پچھلے سال کورس کرنے کی حسرت تھی مگر دور ہونے کی وجہ سے نہ کر سکی۔ اس مرتبہ گڑھی شاہو میں یہ سعادت حاصل کی۔ اساتذہ نے اچھا پڑھایا۔

کورس میں شریک باقی تمام طالبات نے بھی اپنے تاثرات پیش کئے۔ اختتامی کلمات میں ناظمہ محترمہ بیگم ڈاکٹر اسرار احمد صاحبہ نے کہا کہ میں سب خواتین کی مشکور ہوں جو ذوق و شوق سے آتی رہیں۔ عملی طور پر سب سے پہلے نماز کی درستگی اہم ہے کہ اس میں خشوع و خضوع بہت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ بے حیائی' عریانی اور بے پردگی کو روکنا ہے۔ آخر میں سب طالبات میں اسناد و انعامات تقسیم کئے گئے۔

(مرتبہ : بیگم حافظ عاکف سعید)

KHALID TRADERS

IMPORTERS - INDENTORS - STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER - SMALL TO SUPER - LARGE

NATIONAL DISTRIBUTORS NTN BEARINGS

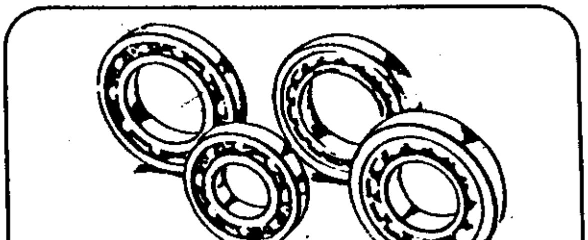

PLEASE CONTACT

Opp. K.M.C. Workshop, Nishtar Road, Karachi-74200, Pakistan.
G.P.O. Box #. 1178 Phones : 7732952 - 7730595 Fax : 7734776 - 7735883
E-mail : ktnln@poboxes.com

FOR AUTOMOTIVE BEARINGS : SIND BEARING AGENCY, 64 A-65 Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400(Pakistan)
Tel : 7723358-7721172

LAHORE : 5 - Shahsawar Market, Rehaman Gali No. 4, 53-Nishtar Road, Lahore-54000, Pakistan. Phones: 7639618,7639718,7639818, Fax: (42) : 763-9918

GUJRANWALA: 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607

WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

پاکستان کو لادینی ریاست نہیں بننے دیں گے ○ ڈاکٹر اسرار احمد

قائداعظم اور علامہ اقبال نے پاکستان کو مثالی اسلامی ریاست بنانے کا دوٹوک اعلان کیا تھا

پاکستان اور افغانستان کے اتحاد سے عالمی غلبہ اسلام کا آغاز ہو گا

تحریک خلافت پاکستان کے زیر اہتمام فورسیزن ہال قرطبہ چوک میں "قائد اعظم اور علامہ اقبال کا تصور پاکستان" کے موضوع پر ایک تقریب منعقد ہوئی۔ قاری محمد مقبول نے تلاوت کلام پاک سے تقریب کا آغاز کیا۔ حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے بارگاہ رسالت ؐ میں ہدیہ نعت پیش کیا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض تحریک خلافت پاکستان کے ناظم اعلیٰ عبدالرزاق قمر نے انجام دیئے۔ اس موقع پر حلقہ لاہور کے امیر مرزا ایوب بیگ بھی موجود تھے۔ تنظیم اسلامی کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ پاکستان قائد اعظم اور مصور پاکستان علامہ اقبال نے پاکستان کو مثالی اسلامی ریاست بنانے کا دوٹوک اعلان کیا تھا مگر بعض نام نہاد دانشور پاکستان کو سیکولر دیکھنے کے خواہش مند ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ قائد اعظم کے بیان کو خود ساختہ معنی پہنا کر مغرب زدہ دانشور طبقہ پاکستان کی نظریاتی اساس کو متنازعہ بنانا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی جذبہ سے سرشار عوام اور دینی جماعتیں پاکستان کو لادینی ریاست بننے نہیں دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اور افغانستان کے اتحاد سے اسلام کے عالمی غلبہ کا آغاز ہو گا۔

تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کے زیر اہتمام

عریانی و فحاشی کے خلاف مظاہرہ

۲۶ جولائی بعد از نماز عصر بمقام مرکزی جامع مسجد ایبٹ آباد کے مقام پر تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کے زیر اہتمام فحاشی و عریانی کے خلاف مظاہرہ ہوا۔ جس میں رفقاء اور احباب کی خاصی تعداد نے شرکت کی۔ مظاہرین نے ہاتھوں میں تی بورڈز اور بینرز اٹھا رکھے تھے جن پر فحاشی و عریانی کے خلاف آیات درج تھیں اور فحاشی و عریانی روکنے کے لئے ذمہ داران سے اپیل کی گئی تھی۔

مظاہرین سب سے پہلے ڈی سی آفس گئے۔ ڈی سی صاحب کو ایک یادداشت پیش کی گئی جس میں کہا گیا تھا کہ ایبٹ آباد میں عریانی و فحاشی کو روکنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ شہر کے تمام ویڈیو شاپس پر عریاں تصاویر لگانے' میوزک اونچی آواز میں بجانے اور فحش فلموں کی خرید و فروخت کرنے کے بارے میں اقدامات کئے جائیں۔ ڈی سی صاحب نے اس سلسلے میں مناسب اقدامات کی یقین دہانی کروائی ہے۔

بعد میں مظاہرین ہاتھوں میں ٹی بورڈز اور بینرز اٹھائے باری باری تمام ویڈیو شاپس گئے اور ان کے مالکان کو اس حرام کاروبار کو بند کرنے کے لئے کہا تاکہ وہ اپنی دنیاوی اور اخروی زندگی سنوار سکیں۔ اس موقع پر ہینڈ بل بھی تقسیم کئے گئے جن میں بے حیائی کی ممانعت سے متعلقہ قرآنی آیات درج تھیں۔ بعد میں اسی روز شام کو جامع مسجد ایبٹ آباد میں ایک جائزہ میٹنگ ہوئی جس میں رفقاء نے مظاہرہ کے بارے میں اپنی آراء کا اظہار کیا۔ کچھ حل طلب مسائل کی نشاندہی کی گئی اور بہت سی قابل عمل تجاویز دی گئیں جن پر غور و فکر کو ایجنڈے کا حصہ بنایا گیا۔ یہ میٹنگ رات ۱۱ بجے برخاست ہوئی۔

تنظیم اسلامی فیصل آباد کی شب بسری

تنظیم اسلامی فیصل آباد شرقی و غربی کی اجتماعی شب بسری العزیز مسجد میں منعقد ہوئی۔ نماز مغرب کے بعد ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب نے درس قرآن دیتے ہوئے کہا کہ سورۃ شوریٰ کی آیات کی روشنی میں انسان کو جو کچھ دیا گیا ہے وہ محض برتنے کا سامان ہے اور محض اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے۔ یہ تقسیم اندھی بہری بھی نہیں ہے بلکہ بڑی حکیمانہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ توکل علی اللہ دنیا کی عظیم ترین نعمت ہے۔ جسے یہ لذت حاصل ہو جائے وہ بے حد سکون و اطمینان کی زندگی بسر کرتا ہے۔ درس میں ۲۵ رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ راقم نے اصلاح نیت اور مسجد کے آداب کے متعلق گفتگو کی۔ بعد نماز عشاء و طعام ڈاکٹر فیض الرحمان صاحب نے اخلاقیات کے موضوع پر سیرت صحابہ اور سیرت نبوی ؐ کے واقعات بیان کئے۔ حکیم مختار احمد صاحب نے سیرت صحابہ پر گفتگو کی۔ ساڑھے گیارہ بجے رفقاء سو گئے اور صبح تین بجے بیدار ہوئے۔ تہجد کے نوافل ادا کرنے کے بعد ادعیہ ماثورہ یاد کروائی گئیں۔ اس کے بعد شیخ محمد سلیم صاحب نے تجوید کی کلاس لی۔ فجر کی نماز کے بعد ملک احسان الٰہی صاحب نے درس حدیث دیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کی ترغیب پر ڈاکٹر فاروق احمد صاحب نے سورہ بقرہ کی آیات کی تشریح بیان کی۔ نوافل ادا کرنے کے بعد رفقاء ایمان و عمل کا جذبہ لئے ہوئے اپنے گھروں کو رخصت ہوئے۔ (رپورٹ: حکیم محمد سعید)

دعائے مغفرت

❶ تحریک خلافت پاکستان کے ناظم اعلیٰ عبدالرزاق قمر کی والدہ محترمہ قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئی ہیں۔

❷ جھنگ کے مستری محمد صادق مغل ۵/اگست بروز ہفتہ کو وفات پا گئے ہیں۔ رفقاء و احباب سے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

امیر محترم کا دورۂ کراچی

امیر محترم اپنے ماہانہ دورہ کراچی پر ۵/اگست کی شام تشریف لائے۔ بعد نماز مغرب مسجد سلیمانیہ واقع پی ای سی ایچ سوسائٹی میں "قرآن حکیم اور ہماری زندگی" کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ قرآن کے نقطہ نظر سے دنیا کی زندگی محض کھیل تماشے کی حیثیت رکھتی ہے اور اصل زندگی تو آخرت کی ابدی زندگی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے اخروی زندگی کو حیات دنیوی کا ضمیمہ بنا رکھا ہے جبکہ اصلاً تو دنیوی زندگی' آخرت کی ابدی زندگی کا دیباچہ ہے۔ حیات دنیوی عرصہ امتحان ہے جس کا نتیجہ آخرت میں نکلنا ہے۔ کامیابی کی شرط ایک جملے میں اللہ کی بندگی ہے جو ہمہ وقت اور ہمہ وجوہ ہونی چاہئے۔ اگر خلافت کا نظام قائم ہے تو اقامت دین کی جدوجہد لوگوں کے لئے فرض کفایہ ہے۔ دین کو قائم رکھنے کی ذمہ داری حکومت پر ہے۔ لیکن اگر نظام باطل کا ہو تو اقامت دین کی جدوجہد افراد کے لئے فرض عین کا درجہ اختیار کر لیتی ہے۔ اس جدوجہد کے لئے حدیث نبوی کی رو سے پانچ باتیں ضروری ہیں 'التزام جماعت' 'سمع و طاعت' 'ہجرت اور جہاد'۔ اقامت دین کی جدوجہد میں مصروف جماعت کے لوازم بیان کرتے ہوئے انہوں نے لوگوں کو اجتماعی جدوجہد میں شمولیت کی دعوت دی۔

۶/اگست قرآن اکیڈمی میں سورۃ الجمعہ پر امیر محترم نے درس دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ سورہ غلبہ دین حق کی جدوجہد کے لئے حضور ﷺ کے بنیادی طریقہ کار کو واضح کرتی ہے۔ آیات قرآنی کی تلاوت' آیات قرآنی ہی کے ذریعہ لوگوں کا تزکیہ 'اسی کے احکامات اور حکمت و تعلیمات کو واضح کرنا وہ چار کام ہیں جو ہمیں کرنا ہیں۔ سابق امت مسلمہ یعنی یہود نے تورات کی تعلیمات سے روگردانی کی تو ان کی مذمت کی گئی اور انہیں اس گدھے سے تشبیہ دی گئی جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ آج امت مسلمہ نے بھی یہود کی روش اختیار کر رکھی ہے لہٰذا یہ بھی قرآن کی عملی تکذیب کی مرتکب ہو رہی ہے۔ غور کی بات یہ ہے کہ یہود کی آیاتِ الٰہی کی تکذیب قولی نہیں تھی کیونکہ وہ تورات پر ایمان رکھتے تھے بلکہ انہوں نے اس پر عمل ترک کے عملی تکذیب کی تھی۔ آج بیشتر مسلمانوں کا بھی یہی حال ہے کہ وہ قرآن پر ایمان تو رکھتے ہیں لیکن اس کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے۔ ٹھیک اسی طرح جیسے یہودیوں کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ اللہ کے چہیتے ہیں لہٰذا انہیں دوزخ میں ڈالا نہیں جائے گا ہم مسلمان یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ کے محبوب کے امتی ہونے کی بنا پر ہمیں آگ میں نہیں ڈالا جائے گا۔ انہوں نے کہا جمعۃ المبارک کی نماز کی حیثیت تعلیم البالغاں کی ہے جس میں قرآن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے احکامات لوگوں کو پہنچائے جانے چاہئیں۔

شام ۵ بجے امیر محترم نے کراچی کی تنظیم کے امراء سے ملاقات میں حلقہ کے تنظیمی امور پر گفتگو فرمائی۔ ۷/اگست کو امیر محترم نے قرآن اکیڈمی میں لوگوں سے انفرادی ملاقاتیں کیں۔ (رپورٹ: محمد سمیع)

Vol : 9 Regd. CPL No.127 No.33
WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

بقیہ : میں بھی حاضر تھا وہاں...

ڈاکٹر ریاض علی شاہ کا بیان بھی پڑھ کر سنایا جس میں قائد اعظم کے اس ایمان افروز بیان کا حوالہ ہے جو ان کی زندگی کے آخری لمحات میں ڈاکٹر ریاض علی شاہ نے براہِ راست قائد اعظم کی زبان سے سنا۔ اس بیان سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ قائد اعظم پاکستان میں خلافت راشدہ کا نظام چاہتے تھے' سیکولر نظام ہرگز ان کے پیش نظر نہیں تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ہمیں ایسے نام نہاد دانشوروں کا دلائل سے مقابلہ کرنا چاہئے جو نظریہ پاکستان کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کر رہے ہیں۔

آخر میں مستفسرین حضرات نے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سے موضوع کے حوالے سے چند سوالات کئے اور ڈاکٹر صاحب کے لیکچر کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کئے۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے مستفسرین کے سوالات کو جوابات دینے کے علاوہ حاضرین میں سے بعض افراد کے سوالات کے بھی اطمینان بخش جوابات دیئے۔ ڈاکٹر صاحب کے اس خطاب کو تمام شرکاء نے نہایت دلچسپی اور توجہ سے سنا۔ آخر میں تمام شرکاء کے لئے "طعام" کا انتظام تھا۔ جس کے بعد نماز عشاء باجماعت ادا کی گئی۔ یوں رات کے تقریباً گیارہ بجے یہ نہایت بھرپور اور کامیاب پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

بقیہ : منبر و محراب

ستمبر سے یہ کورس شروع ہو گا اور ۳۱ مئی تک چلے گا۔ ایسے حضرات یہ مت خیال کریں کہ اتنی عمر ہو گئی اب کیا پڑھیں۔ ان کے سامنے حضور اکرم ﷺ کی سیرت موجود ہے۔ آپ پر وحی کا آغاز چالیس سال کی عمر میں ہوا اور یہی گویا آپ کی باقاعدہ تعلیم کی ابتداء تھی۔ اس اعتبار سے تو چالیس سال کی عمر میں بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ لہٰذا پڑھے لکھے لوگ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور عربی پڑھنے اور قرآن سمجھنے کے لئے اپنے اوقات فارغ کریں۔ نہیں معلوم کہ پھر زندگی میں مہلت ملے یا نہ ملے کیونکہ موت کسی کو مہلت نہیں دیتی۔

بانی پاکستان کے آخری کلمات : پاکستان کی منزل "نظامِ خلافت"

قائد اعظم کے معالج ڈاکٹر ریاض علی شاہ کے قلم سے

میرے لئے یہ بات حیرت کا باعث تھی کہ لاہور سے زیارت تک کا سفر طے کر کے میں شدید بیماری میں مبتلا قائد اعظم کے کمرے میں داخل ہوا تو اس کے باوجود کہ بانیٔ پاکستان انتہائی کمزور ہو چکے تھے اور ان کا جسم کمبل میں لپٹا ہوا تھا' انہوں نے اپنا ہاتھ باہر نکالتے ہوئے مجھ سے نہایت گرم جوشی سے مصافحہ کیا اور پوچھا "آپ کو راستے میں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی"۔ مرض الموت میں مبتلا اس عظیم انسان کے اخلاق' تواضع اور انکساری کی یہ اچھوتی مثال تھی۔ حالانکہ مجھ سے ہاتھ ملانے اور مزاج پرسی کرنے ہی سے وہ ہانپنے لگے اور بعد میں کئی منٹ تک آنکھیں بند کئے لیٹے رہے۔ ایک بار ہم خوفزدہ تھے کہ خون اور تھوک وغیرہ کی تحقیق سے جو نتائج سامنے آئے ہیں انہیں قائد اعظم تک کیسے پہنچائیں۔ انہوں نے از خود ہماری پریشانی محسوس کر لی اور بولے "آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں کھل کر بیان کریں کیونکہ بیماری کی نوعیت معلوم ہونے کے بعد میں آپ سے زیادہ تعاون کر سکوں گا۔ گھبرائیں نہیں میں موت سے نہیں ڈرتا' کیونکہ موت کو بہرحال آنا ہے۔ البتہ اگر آپ کے پیشے کے اصول راستے میں حائل ہوں تو میں آپ کو مجبور نہیں کروں گا"۔

برصغیر کے مسلمانوں کو ایک آزاد وطن سے روشناس کرانے والے قائد اعظم کا خدا پر ایمان اور اصولوں پر یقین ہمارے لئے خوشگوار حیرت کا باعث تھا۔ قائد اعظم بظاہر ان معنوں میں مذہبی رہنما نہ تھے' جن معنوں میں عام طور پر ہم مذہبی رہنماؤں کو لیتے ہیں لیکن مذہب پر ان کا یقین کامل تھا۔ ایک بار دوا کے اثرات دیکھنے کے لئے ہم ان کے پاس بیٹھے' میں نے دیکھا کہ وہ کچھ کہنا چاہتے ہیں لیکن ہم نے بات چیت سے منع کر رکھا تھا اس لئے الفاظ لبوں پر آ کر رک جاتے ہیں۔ اس ذہنی کشمکش سے نجات دلانے کے لئے ہم نے خود انہیں دعوت دی تو وہ بولے :

"تم جانتے ہو جب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ پاکستان بن چکا ہے تو میری روح کو کس قدر اطمینان ہوتا ہے' یہ مشکل کام تھا اور میں اکیلا اسے کبھی نہ کر سکتا تھا۔ میرا ایمان ہے کہ یہ رسولِ خدا ﷺ کا روحانی فیض ہے کہ پاکستان وجود میں آیا۔ اب یہ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اسے خلافت راشدہ کا نمونہ بنائیں تاکہ خدا اپنے وعدہ پورا کرے اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت دے۔ پاکستان میں سب کچھ ہے اس کی پہاڑیوں' ریگستانوں اور میدانوں میں نباتات بھی ہیں اور معدنیات بھی۔ انہیں تسخیر کرنا پاکستانی قوم کا فرض ہے۔ قومیں نیک نیتی' دیانت داری' اچھے اعمال اور نظم و ضبط سے بنتی ہیں اور اخلاقی برائیوں' منافقت' زر پرستی اور خود پسندی سے تباہ ہو جاتی ہیں"۔

(بحوالہ روزنامہ جنگ ۱۱/ ستمبر ۱۹۸۸ء)

بقیہ : عالم اسلام

کرنے کے الزام لگا کر امریکی حمایت حاصل کرنا چاہتا ہے تاہم فرنٹ کے سربراہ سلامت ہاشم نے ان الزامات کی تردید کی ہے۔

بعض سرکاری اندازوں کے مطابق فلپائن تحریک آزادی کو دبانے کے لئے ۵ کروڑ روپے یومیہ خرچ کر رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود مجاہدین کے حوصلے بلند ہیں سلامت ہاشم نے بتایا کہ ملائیشیا میں حالیہ دورہ کے دوران انہیں مثبت تبدیلی کے آثار نظر آئے ہیں۔ نیز تحریک آزادی بھی زور پکڑ رہی ہے اور دیگر مسلم ممالک بھی مسئلے سے آگاہ ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں یقین کی ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ آزادی کب حاصل ہو گی مگر فلپائنی مسلمانوں کی الگ ریاست کا قیام ہو کر رہے گا۔

مورو اسلامک لبریشن فرنٹ کے ۱۵ ہزار جوانوں کی قربانیاں ضرور رنگ لائیں گی اور آزادی ان کا مقدر ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس حوالہ سے عالم اسلام پر چھایا سکوت کب ٹوٹتا ہے؟؟